Vol.5 No. 2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ابرار سالک کی شاعری میں مدحتِ رسول ﷺ

Madhat-e-Rasool in the poetry of Abar Salik

۱۔ ثوبیہ افضل خان
۲۔ڈاکٹر محمد رحمان
۳۔سید ازور عباس

ABSTRACT

Islam is universal Religion. It is a source of guidance for the entire humanity. Its followers are present all over the world. Hazrat Muhammad (S.W) preached and convey the message of Allah to All of us, He is role model for each and every Muslim, following the Prophet is the only way to Success. Therefore each Muslim have a deep love for Prophet, poets wrote "Naat" to express their feeling to Prophet. Urdu poets also use to write "Naat". Ibrar Salik is one of them He wrote Naat with his full respect and love. We can call his Naat one of the best peace of poetry as he use his all poetic skills to write Naat. He selected the most beautiful and suitable words and phrases to express his love to Prophet.

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کو وجہ تخلیق کائنات بنایا۔ اس کائنات کی تخلیق کا اصل مقصد ہی آپ ﷺ سے اظہار محبت اور مقام رسول ﷺ کو آشکار کرنا ہے۔ اسلئے کائنات کی ہر شے اپنے اندر ایک طرف تو اللہ کی قدرت کاملہ کی گواہ ہے تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی اپنے حبیب سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق شان کے اظہار کیلئے سب سے پہلے اپنے حضرت محمد ﷺ کے نور انور کی تخلیق کی۔ حضرت آدمؑ نے فرش پر جب یہ نور دیکھا تو انکے استفسار پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"یہ نور اس نبی کا ہے جو تمھاری اولاد میں سے ہو گا۔ جن کا نام آسمانوں پر احمد اور زمین پر محمد ﷺ ہو گا۔ یہ نور نہ ہوتا تو میں نہ تمھیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان پیدا کیئے جاتے۔" (۱)

یہ الفاظ دراصل اللہ تعالیٰ کے ایسے توصیفی الفاظ ہیں جو نبی ﷺ کی شان اقدس کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ گویا اس کائنات کی سب سے پہلی نعت اللہ تعالیٰ نے خود بیان کی۔ مذکورہ بالا ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو "احمد" کا لقب دیا۔ جس کے معنی ہیں "بہت زیادہ حمد یعنی تعریف بیان کرنے والا" دوسرا لقب جو اپنے حبیب کو دیا وہ "محمد" ہے یعنی وہ بلند پایہ شخصیت جس کی تعریف سب سے زیادہ کی گئی ہوں۔ خود اللہ تعالیٰ جس کا نعت خواں ہے اس کی شان احاطہ گمان سے باہر ہی ہو گی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اکثر و بیشتر مقامات پر نبی کریم ﷺ کی نعت بیان کی ہے کیونکہ قرآن مجید ازل تا ابد لازوال کلام ہے اسی لئے نعت رسول مقبول ﷺ بھی قائم و دائم رہے گی۔

قرآن مجید کے علاوہ دیگر الہامی کتب میں بھی حضرت محمد ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری اور انسان فلاح و بہبود کیلئے آپ کے کردار کے متعلق پیشن گوئیاں صاف اور واضح الفاظ میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ کی اس دنیا میں آمد ذکر کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر ان سے صحیفوں میں موجود ہے۔ الہامی کتب کے علاوہ دیگر مذاہب، بدھ مت کے ملفوظات، پارسی مذہبی کتب اور ہندومت کے ویدوں میں حضرت محمد ﷺ کا ذکر اور ان کے اوصاف بہت واضح لکھے گئے ہیں۔ ان صحاف و کتب میں نہ صرف آپ ﷺ کی آمد کو باعث فلاح انسانیت قرار دیا گیا بلکہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کو روشنی اور فلاح کا منبع قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کو مکمل ضابطہ حیات قرار دیتے ہوئے آپ ﷺ کو رحمت عالم کے نام موسوم کیا گیا۔

ولادت رسول ﷺ سے پہلے عرب شعراء کے کلام میں نعتیہ کلام کے نمونے ملتے ہیں۔ عربوں نے الہامی کتب اور مذہبی پیشواؤں کے ذریعے نبی ﷺ کی آمد اور اوصاف صفحات کے متعلق اس قدر معلومات حاصل کر لی تھیں کہ وہ ظہور رسول ﷺ کیلئے بیتاب و مشتاق تھے۔ چنانچہ یمن کا بادشاہ تبع کا نعتیہ کلام ہو یا قیس بن ساعدہ کی شاعری ہمیں اسلام بلکہ ولادت رسول کی بشارت کے ساتھ ساتھ آپ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر ملتا ہے۔ ولادت رسول اور ظہور اسلام سے پہلے بھی عربی زبان میں ایسا شعری کلام مل جاتا ہے جس مین حضور ﷺ کی ذات وصفات کا ذکر کرتے ہوئے عقیدت و محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ جو نعت کی اک صورت ہے۔

---

i. اسکالر پی ایچ ڈی، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
ii. اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
iii. لیکچرر، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

Vol.5 No. 2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت کے بعد آپ ﷺ کی شان میں کہے گئے توصیفی کلمات یقیناً آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے ہی ہوں گے۔ آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت رونما ہونے کے مخیر العقول واقعات آپ کی دائی بیان کرتی ہیں وہ بھی نعت ہیں۔بی بی حلیمہ سعدیہ جب حضور ﷺ کو اپنے آبائی قصبے کی طرف لے کر چلیں تو بی بی آمنہ نے بے ساختہ کچھ اشعار پڑھے یہ نعت کے زمرے میں آتے ہیں بی بی حلیمہ سعدیہ یا آپ ﷺ کی رضاعی بہن شیما کے وہ الفاظ دراصل نعت رسول مقبول ﷺ کی نعت تصور کیے جاتے ہیں۔

طلوع اسلام کے بعد نعت گوئی نئے فنی منازل طے کرنا شروع کر دیں۔ ابتداء میں کفار مکہ اور گستاخان رسول ﷺ کے ہجویہ اشعار کے جواب میں نعت لکھی گئیں۔ اصحاب رسول ﷺ میں سے شعری ذوق رکھنے والے صحابہ اکرام نے اپنے آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ، عادات، کردار صفات اور توصیف وستائش میں جو مدحیہ کلام لکھا اسے عربی میں نعت کا اولین نمونہ شمار کیا جاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ مدحتِ رسول ﷺ کیلئے لفظ نعت کا اولین استعمال بھی حضرت علی کرم اللہ وجہُ سے منسوب ہے۔بقول سید شفیع الدین اشفاق:

"یہ لفظ سب سے پہلے حضور ﷺ کے وصف کے لئے حضرت علی نے استعمال کیا" (۲)

نعت کا باقاعدہ آغاز مکہ سے ہو گیا تھا۔ حضرت ابو طالب کے قصیدہ میں حضور ﷺ کے لئے مدحیہ اشعار موجود ہیں۔ آپ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے موقع پر بچیوں نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہنے کے لئے جو اشعار پڑھے وہ مسحور کن بھی ہیں اور دلکش بھی۔ دربار رسالت سے وابستہ اصحاب رسول میں سے بعض کو عربی زبان و ادب پر عبور حاصل تھا۔ انکی فصاحت وبلاغت ضرب المثل تھی ان صحابہ کرام نے حب رسول ﷺ سے سرشار ہو کر جو نعتیہ کلام لکھا حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کرنے سعادت بھی حاصل کی۔ حضرت حسان بن ثابت وہ جلیل قدر صحابی ونعت گو ہیں جن کیلئے مسجد نبوی ﷺ میں ایک ممبر مخصوص تھا جس پر کھڑے ہو کر وہ شانِ کریمی میں نعتیہ اشعار پڑھتے تھے۔ حضرب کعب بن زبیر، حضرت عبد اللہ بن اوائل، حضرت فاطمہ، حضرت عائشہ، حضرت سفیان بن حارث اور بہت سے صحابہ کرام نے نعتیہ کلام لکھنے کی سعادت حاصل کی۔

نعت گواہی کا سفر عربی سے فارسی زبانی میں پہنچا۔ فارسی نعت شعراء نے اس فن کو چار چاند لگا دیے۔ ان میں مشہور نعت گو شعراء میں عطار، خاقانی، مولانا جلال الدین رومی، شیخ سعدی، امیر خسرو، قدسی نے زندہ اور جاوید نعتیں تحریر کیں ان کے علاوہ بزرگان دین صوفیاء کرام کا نعتیہ کلام بھی حضور ﷺ سے انکی دلی عقیدت کا مظہر ہے۔

ادب انسانی احساسات وجذبات کے اظہار کا مئوثر ذریعہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے عقیدت اور محبت کے اظہار کیلئے استعمال کیئے جانے والے الفاظ اردو ادب میں نعت کہلاتے ہیں۔ نعت کے لغوی معنی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے جبکہ اصطلاح میں یہ لفظ حضرت محمد ﷺ کی تعریف وتوصیف کیلئے محصوص ہے۔ نعت کے بارے میں شمیم احمد رقمطراز ہیں:۔

"یہ اشعار جن میں حضور سرور کائنات پیغمبر اسلام ﷺ کے اوصافِ برکات کا ذکر بہ توصیف وعقیدت ہو شرعی اصطلاح میں نعت یا نعتیہ اشعار کہلاتے ہیں۔" (۳)

نعت گوہی کا آغاز نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہو گیا تھا یہ صنف عربی سے فارسی میں اور فارسی سے سفر طے کرتے ہوئے اردو زبان تک پہنچی لیکن اردو نعت پر فارسی کے نمایاں اثرات دکھائی دیتے ہیں۔ نعت نثر و نظم دونوں صورتوں میں ہو سکتی ہے لیکن فارسی اور اردو میں اس لفظ کا اطلاق منظوم مقدم کیلئے مخصوص ہے۔ مزید یہ کہ نعت گوئی کیلئے کسی مخصوص شعری ہیت کی پابندی بھی ضروری نہیں اردو کے تمام شعراء نے نعت گوہی کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس کے علاوہ نظم ومثنوی کے ابتدائیہ میں بھی نعت رسول مقبول ﷺ کو جزو لازم کے طور پر شامل کرنا بھی اردو شاعری کی ایک مقبول روایت رہی ہے اردو شعراء کی کثیر تعداد نے تمام اصناف سخن میں نعت نگاری کرتے ہوئے گلہائے عقیدت کے رنگ بکھیرے ہیں۔ اسسلسلے میں ڈاکٹر نزہت عباسی کی رائے ہے:

"نعت کا لفظ شاعری کی کسی مخصوص ہیت کی طرف نہیں بلکہ موضوع کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی شاعری کی مختلف ہیتوں، غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی، مخمس، نظم آزاد، نظم معریٰ، سانیٹ، ہائیکو، دوہے وغیرہ میں بھی نعتیں کہنے کی سعادت ہمارے شعراء نے حاصل کی ہے۔ (۴)

اردو کی پہلی نعت سید محمد حسین خواجہ بندہ نواز گیسو درازنے لکھی۔ اس کے بعد نعت نے قطب شاہی دور میں ملا وجہی (سب رس)، نظامی (کدم رائو پدم رائو)، عالم (وفات نامہ)، احمد (نور نامہ)، مختیار (معراج نامہ)، فتاحی (مولود نامہ) ابن نشاطی (پھول بن)، میں نعتیہ اشعار بڑے اہتمام سے شامل کیے گئے ہیں۔ اس دور میں قلی قطب شاہ نے نعت کے لیے غزل کی ہیئت استعمال کرتے ہوئے اس کے فنی لوازم کو بھی بروئے کار لائے۔ بقول فہمیدہ شیخ:

"محمد قلی قطب شاہ اردو کے پہلے شاعر ہیں جنہوں
نے نعت کو غزل کے معیار پہ رکھا۔ (۵)

اس کے بعد نعت نے دکنی دور میں ارتقائی منازل طے کیں۔ تقریباً تمام قابل ذکر شعرائی نے نعتیہ کلام تحریر کیا۔ ان میں ولی دکنی، اعزالدین نامی، معین الدین خاموش، عبد اللہ خان خیر کے نام قابل ذکر ہیں۔ دبستان دہلی میں بھی تو باقائدہ نعتیہ قصیدے لکھے جانے لگے۔ میر حسن، میر تقی میر، میر درد، اسد اللہ خان غالب، اور مرزا

رفیع سودا نے اعلیٰ پائے کی نعتیں تخلیق کیں۔ دبستان لکھنو سے وابستہ شعرأ نے نعت گوئی کی سعادت حاصل کی۔ اس سلسلے میں محسن کاکوروی کا نام ناقابل فراموش ہے ۔ جنھوں نے اپنے فن کو نعت رسول کے لیے مختص کر دیا۔ ان کی نعتیں اردو ادب کا بہترین سرمایہ ہیں۔ مختلف ادبی تحریکوں کے ہر دور اور ہر عہد میں نعت کی صنف زندہ و شاداب رہی۔ عقیدتوں کا یہ سلسلہ قیام پاکستان کے بعد بھی جاری رہا۔

قیام پاکستان کے بعد شعراء کی اکثریت نے اس صنف کو ذریعہ اظہار بناتے ہوئے ہیئت و موضوعات میں وسعت لانے کی کوشش کی۔ ابرار سالک کا شمار ان شعراء میں ہوتا ہے جن کی نعت گوئی اظہار احساس کے جدید پیمانے مرتب کرتی ہے۔ اگرچہ ابرار سالک کی شاعری کا اصل میدان غزل ہے لیکن انکے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کلام میں موجود نعتیں ابرار سالک کی عقیدتوں کے ساتھ ساتھ فنی پختگی کا اظہار یہ بھی بنتا ہے۔ ابرار سالک روایت اور جدت کے امتزاج سے ایسی نعت تخلیق کرتے ہیں کہ سادہ اسلوب اور سلیس زبان و بیان کی بنا پر قاری کو اپنے دل کی آواز معلوم ہوتی ہے مثلاً ابرار سالک کی نعت کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

میں نے اللہ کو پہچانا تیری نسبت سے
میرا یقین ہے تو ہی میرا ایمان تو ہے
تیری سیرت مکمل ہوئی دین کی تعلیم
سر آیات ہے تو معنی قرآن تو ہے(۶)

ابرار سالک نے ان اشعار میں حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس اور تعلیمات کو عرفان الٰہی اور مکمل ایمان کا واحد ذریعہ قرار دیتے ہوئے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے آپ ﷺ کی ذات کاروان حیات کی لیے ایک رہنما اور ہادی کا کردار ادا کرتی ہے جو منزل مقصود تک رہنمائی کرتے ہوئے خطرات سے بچائے۔ چنانچہ بقول ابرار سالک:

وقت کو تُو نے سکھایا یہ حکیمانہ خرام
کاروانِ زیست کا رومیں مدی خواہ تو ہے۔(۷)

دیدار روزہ رسول ﷺ اور زیارت مدینہ ہر عاشق رسول ﷺ کا خواب ہے۔ ابرار سالک کی نعت میں زیارات مدینہ کی تڑپ بھی دکھائی دیتی ہے۔ وہ خاک کی صورت اس مقدس شہر میں پہنچنا چاہتے ہیں چونکہ اُن کا ایمان ہے کہ اُن کی روح کی تسکین صرف اس ارضِ مقدس کی زیارت سے ملے گی۔

ہوا یہاں سے میری خاک بھی اُڑا لے جائے
جہاں برستی ہے رحمت، جہاں مدینہ ہے
وہیں رکیں گے بھٹکے ہوئے قدم سالک
ہم ایسے گنہ گاروں کی اماں مدینہ ہے(۸)

ابرار سالک کو زبان پہ قدرت حاصل ہے۔ ان کی زبان میں سادگی اور صفائی کے ساتھ ساتھ شیرینی اور حلاوت بھی موجود ہے۔ ان کی زبان و بیان کے متعلق ڈاکٹر نذیر تبسم فرماتے ہیں:

"ابرار سالک نے جس موضوع کو برتا تخلیقی سچائی کے ساتھ برتا اور اس برتاؤ میں فن اور اسلوب کے سبھی قرینے اور سلیقے اپنے ساتھ رکھا۔" (۹)

ابرار سالک کی ایک مختصر نعتیہ نظم جس کا عنوان "حرف نعت" ہے اس نظم میں جذبے کی شدت عقیدتوں کی چلمن سے جھانکتی دکھائی دیتی ہے۔ نظم ملاحظہ ہو:

تمام حرف ہیں
سر کو جھکائے ہوئے تیرے حضور
تمام لفظ تیرے لغت کو
کہ تیرا نام
خدا کے لہجے کے نسخے کا
حرف اول ہے(۱۰)

درج بالا نعت کے علاوہ ابرار سالک کی باقی تمام نعتیں غزل کی ہیئت میں لکھی گئی ہیں۔ جس میں مطلع کا حسن بھی موجود ہے اور مقطع کی دلفریبی بھی۔ ابرار سالک کی ایک نعت کا مطلع ملاحظہ ہو:

کبھی مکاں تو کبھی لامکاں مدینہ ہے
رواں ہے کشتی دل بادیاں مدینہ ہے (۱۱)

Vol.5 No. 2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اسی طرح ان کی کتاب "مسافت کم نہیں ہوتی میں موجود نعت کا مطلع کچھ اسطرح سے ہے:

کوئی منظر ہو تو ہی جلوہ نما لگتا ہے
آسماں بھی تیرا پیوند قبا لگتا ہے(۱۲)

جدید شعراء میں سالک نے اردو شاعری کی روایت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے مقطعے کہے ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ان کے مقطوں کی خوبصورتی کے متعلق ممتاز شاعر غلام محمد قاصر لکھے ہیں:

"ابرار سالک اگر صرف اپنے مقطعے چھاپ دے تو
یہ اپنی نوعیت کی ہے ایک منفرد کتاب ہو گی۔"(۱۳)

سالک نے ایک مقطع بھی ایسا نہیں کہا جو کم زور دار ہو۔ ان کی غزلوں کی طرح نعتوں کے مقطعے بھی معنویت کا دریا سموئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

صرف تو ہی نہیں اس سے معطر سالک
سارا عالم اسی خوشبو میں ایسا بسا لگتا ہے(۱۴)

ابرار سالک کی دوسری کتاب اک دشت کی کہانی میں موجود نعت کا مقطع اپنی آب و تاب کے ساتھ جگمگا رہا ہے۔

بہت کٹھن ہیں محبت کی منزلیں سالک
میں چل پڑا ہوں مسافر دور کی ہے(۱۵)

کولرج کے مطابق بہترین الفاظ کو بہترین ترتیب سے پیش کرنا شاعری ہے چونکہ شاعر کے پاس واحد وسیلہ اظہار الفاظ ہی ہوتا ہے اسی لئے الفاظ کا بر محل اور مناسب الفاظ کسی بھی شاعری کی فنکارانہ اپچ اور موضوع سے اس کی داخلی و خارجی وابستگی کا مظہر ہوتے ہیں ابرار سالک کا مطبوعہ و غیر مطبوعہ نعتوں میں الفاظ و ترکیب کا خوبصورت نظام موجود ہے۔ وہ جوڑی دار الفاظ کے ذریعے فارسی تراکیب کی پیروی کرتے ہوئے غنائیت پیدا کرتے ہیں۔

روایت و جدت کے سنگم پر کھڑے ابرار سالک نئے دور کے نئے رویوں کو اپناتے ہیں تو تازگی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

پیوند قبا، گنبد خضریٰ، خیمۂ جاں، گوشۂ دل، محو خرام، لوحِ جاں، شدت پاس، منبع نور، اہل نظر، قلب و جاں، لطف و کرم، زہے نصیب ایسی تراکیب ہیں جو اپنے اندر روایت کو سموئے ہوئے ہیں۔

شاعری میں علامت نگاری کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ قدیم و جدید ہر دور کی شاعری میں علامت نگاری ایک اہم جزو رہی ہے۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری علامت نگاری کی تعریف لکھتے ہیں:

"خاص شے کو ذہن میں اس طرح منقش کیا
جائے کہ وہ خود آنکھوں کے سامنے نہ ہو لیکن
کسی اور چیز کے ساتھ اسکے تشابہ و تجانس
کے ذریعے نقش مطلوب ذہن میں پیدا ہو جائے۔(۱۶)

ابرار سالک کسی مخصوص ادبی یا سیاسی و انسانی تحریک سے وابسطہ نہیں تھے اسی لیے انکے سامنے علامت نگاری کا وسیع میدان موجود تھا۔ انہوں نے تشبیہات اور ستعارات کے ساتھ علامت نگاری کا سہارا لیتے ہوئے اپنی نعت کی معنویت میں اضافہ کیا۔ ان کی نعت میں فقیر کربلا، چاند، پڑاؤ، ناؤ، صحرا، شجر، تتلیاں جیسی علامتیں موجود ہیں۔ ابرار سالک کی نعت میں سفر اور ہجرت میں ایک مضبوط علامت کے طور پر سامنے آتی ہے۔ بحر، امید، روشنی اور سکون بھی ان کی نعتوں میں بطور علامت استعمال ہوئے ہیں۔

پتھر اردو شاعری میں محبوب، اس کے رویے اور اس کی بے وفائی کیلئے استعمال ہوتا رہا۔ لیکن ابرار سالک نے اسکو نئی معنی سے روشناس کرایا ملاحظہ ہوں۔

تونے بخشا ہے میری ذات کے پتھر کو گداز
کبھی سینے میں کبھی بر سرے مژگان تو ہے(۱۷)

ابرار سالک لفظ کے نبض شناس اور زبان کے بلند پایا فنکار تھے اِسی لیے انکی زبان میں روایت پرستی کے باوجود جدت اور تازگی ہے۔

داخلی و خارجی جذبات وابستگی نے اِن کی نعت کو پر تاثیر بنادیا ہے۔ ان کی نعت شاعرانہ عظمت کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ سے والہانہ محبت کا اظہار بھی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سیرۃ النبویہ دلآثار المحمدیہ، سیرۃ الحاشیہ، مطبوعہ مصر،، ص۸، ۱۹۹۷
۲۔ شفیع الدین اشفاق، لفظ نعت تاریخ کے آئینے میں، مشمولہ مدحت، لاہور، جون تا ستمبر، ص۵۳، ۱۹۹۷
۳۔ شمیم احمد، اصناف سخن اور شعری ہیئتیں، مکتبہ عالیہ، لاہور، ص۲۴، ۲۰۲۰

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۴۔ نزہت عباسی ڈاکٹر اردو میں نعت گوہی، روایت وجدت، منقولہ قومی زبان کراچی جولائی ص ۲۴، ۱۹۹۷

۵۔ فہمیدہ شیخ، قدیم اردو نعت گوئی، مشمولہ صریر خامہ، شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، نعت نمبر، ص ۱۵۴، ۱۹۸۷

۶۔ ابرار سالک مسافقت کم نہیں ہوتی۔ الحمد پبلشر لاہور، ص ۷، ۱۹۹۸

۷۔ ابرار سالک، اک دشت کی کہانی، الحمد پبلشرز، لاہور، ص ۵، ۲۰۰۱

۹۔ نذیر تبسم، ڈاکٹر، سرحد کے اردو غزل گو شعرا (قیام پاکستان کے بعد) مقالہ پی ایچ ڈی، ص ۲۷۴،

۱۰۔ ابرار سالک بیاض چہارم، (غیر مطبوعہ) ص ۲۳۷

۱۱ ابرار سالک بیاض دوم (غیر مطبوعہ) ص ۱۴۳

۱۲۔ ابرار سالک، اک دشت کی کہانی، الحمد پبلشرز، لاہور، ص ۸، ۲۰۰۱

۱۳۔ غلام محمد قاصر، دیباچہ، مسافت کم نہیں ہوتی، الحمد پبلشر، لاہور، ص ۱۲، ۲۰۰۱

۱۴۔ ابرار سالک، اک دشت کی کہانی، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۰، ۱۹۹۸

۱۵۔ ابرار سالک، مسافت کم نہیں ہوتی، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۹، ۱۹۹۶

۱۶۔ تبسم کاشمیری، جدید اردو شاعری میں علامت نگاری، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۷، ۱۹۹۹

۱۷۔ ابرار سالک، اک دشت کی کہانی، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ص ۵، ۲۰۰۱